حضرت مولانا محمد یعقوب شرودیؒ کی تفسیری خدمات

Quranic Sciences Servesis of Hazrat Maulana Muhammad Yaqoob Sharrud

شبیر احمد [i] باز محمد [ii]

Abstract

Hazrat Maulana Muhammad Yaqoob Sharrudi, also known as sheikh sharrudi; born 1930- 2007) was a religious saint, preacher, researcher, mystic and imam. In this research paper the works of Sheikh Sharrudi are elaborated in a sophisticated manner, His numerous works were written in Brohvi and Balochi and then translated into Urdu, Arabic, pashtu and many other languages. He had not only worked for the renaissance of Islam but also propagated the "true Islam", a remedy for the weakness from which Islam had suffered over the centuries. He believed that dawat o tableegh was essential for Islam and it was necessary to institute sharia and preserve Islamic culture from the evils of secularism, nationalism. He has published booklet versions of lectures on quran and science, fiqh, Balochi literature, and many others books on eminent issue. Although! he has publicly disclaimed sectarianism in Islam.

Key words: *sophisticated, renaissance of Islam, dawat o tableegh*

مؤلف کانام نامی محمد یعقوب بن فتح محمد بن بیگ محمد بن تاج محمد شرودیؒ ہے آپ کی ولادت 1930 میں ضلع کوئٹہ کی تحصیل پنجپائی میں ہوئی آپ کے والد محترم مولانا الحاج فتح محمد صاحبؒ کے نام سے موسوم تھے جن کا تعلق مشوانی قبیلہ سے تھا۔ حضرت مولانا محمد یعقوب شرودیؒ نے ابتدائی تعلیم بلوچستان کے ضلع مستونگ کے شہر تحصیل کردگاپ میں اپنے والد محترم حضرت مولانا فتح محمد سے حاصل کی۔ اسی طرح سے آپ کافی عرصہ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم زردغلام جان منگچر کے مہتمم حضرت مولانا کمال الدینؒ کی صحبت میں بھی رہے اور مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ کوئٹہ کے بانی مہتمم حضرت مولنا عبد الغفور صاحبؒ شالدرہ کوئٹہ سے بھی استفادہ کیا۔ دورہ حدیث کے لئے از ہر ہند دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے، دار العلوم دیوبند سے واپسی پر مدرسہ جامعۃ رشیدیہ سر کی روڈ کوئٹہ کی بنیاد رکھی اور اسی میں تاحیات درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔۔ تقریبا تیس پینتیس سال دورہ تفسیر پڑھاتے رہے، جس میں ملک کے چاروں صوبوں کے طلباء وعلماء کے علاوہ ایران اور افغانستان کے شائقین علوم قرآن بھی اس میں شریک ہوتے

[i] پی ایچ ڈی اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ.

[ii] ،ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

رہتے تھے، صدر ایوب خان اور اس کے بعد کے ادوار میں باصرار ان کو قاضی عدالتوں کی مجلس شورے کے ممبر بننے کی دعوت ملی لیکن قبول نہیں فرمایا۔

حضرت مولانا محمد یعقوب شرودیؒ نے درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور دوسرے مشاغل کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں جو عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں وہ نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کے لیے بلکہ دنیائے اسلام کے لیے بھی ایک قابل فخر سرمایہ ہے۔ علوم دینیہ سے متعلق کوئی علم و فن ایسا نہیں ہے جس میں ان کی تصنیفات و تالیفات موجود نہ ہوں، ذیل میں مولانا محمد یعقوب شرودیؒ کی تفسیری خدمات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

کشف القرآن کا سبب تالیف

تفسیر کشف القرآن حضرت مولانا محمد یعقوب شرودیؒ کی تالیف ہے 8 جلدوں پر مشتمل یہ تفسیر پہلی بار 1999 میں سیلز اینڈ سروسز کبیر بلڈنگ کوئٹہ کے پریس سے شائع ہوئی۔ اور یہ تفسیر کسی کی ایماء یا فرمائش پر نہیں لکھی گئی ہے بلکہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑا مقصد کار فرما تھا وہ مقصد یہ تھا کہ براہوئی زبان میں کامل اور جامع ایک ایسی تفسیر لکھی جائے جو پہلے سے نہ لکھی گئی ہو۔ اس بات کی تصدیق خود آپ کے اس وضاحتی بیان سے ہوتی ہے۔

> "پھر یہ علاقے جہاں میں نے زندگی کا اکثر حصہ گزارا ہے یعنی براہوئی قبائل کے ساتھ آج تک (جمادی الاخریٰ 1405 میری معلومات کے مطابق براہوئی زبان میں کوئی مکمل تفسیر موجود نہیں بجز مولانا محمد عمر دین پوری مرحوم کے ایک ترجمے کے اور مولانا محمد اختر محمد صاحب مینگل نوشکوی مدظلہ کی ایک مختصر سی تفسیر کے جس میں وہ مصروف کار ہیں۔ تاہم وہ اب تک کامل صورت میں منظر عام پر نہیں آئی ہے[1]۔"

حقیقت بھی یہی ہے کہ اس زبان کا دامن گویا کہ اب تک اس خدمت سے خالی ہے اس کے برخلاف عربی اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں تو اس قدر کام ہوا ہے کہ قلم اٹھانا مشکل لگتا ہے اسی طرح آپ آگئے فرماتے ہیں کہ:

> "اس لئے اس زبان کی بے کسی اور خلاء کے پیش نظر مجھے یہ جرأت ہوئی کہ میں اس ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے جو بحمدہ تعالیٰ مجھے قرآن کے ساتھ حاصل ہے میں اس سے کام لوں[2]۔"

تفسیر کشف القرآن کی تالیف میں اختیار کردہ اصول وضوابط

مولانا محمد یعقوب شرودیؒ نے "تفسیر کشف القرآن" لکھتے وقت بنیادی طور پر تفسیر بالماثور کا طریقہ اپنایا ہے اور اسی طرح انھوں نے اس سلسلہ کی اہم کتب تفسیر یعنی تفسیر ابن کثیر، بیان القرآن، تفسیر معارف القرآن، تفسیر خازن غیرہ کو اپنا مآخذ مصدر بنایا ہے خاص طور پر تفسیر ابن کثیر کو اس تفسیر میں ایک مرکزی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ آپ کا امام ابن کثیر کے اختیار کردہ اصول و ضوابط سے استفادہ کرنا ایک ایسی بات ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ آپ "تفسیر کشف القرآن" کا مآخذ و مصدر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اس لئے محقق مفسرین نے اس وقت تک کسی روایت کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جب تک وہ تنقید روایات کے اصولوں پر منطبق نہ ہو۔ لہذا ہر ہاتھ لگنے والی روایت سے تفسیر کرنا غلط ہے کیونکہ وہ روایت ضعیف اور دوسری مضبوط روایتوں کی مخالف بھی ہو سکتی ہے در حقیقت یہ معاملہ بہت نازک معاملہ اور اس میں قدم رکھنا اب ان حضرات کا کام ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں انہی علوم کے حاصل کرنے میں لگا رکھی ہے[3]۔"

آگے آپ مزید فرماتے ہیں

"اس کے علاوہ میرے سامنے تفاسیر میں سے التسہیل لعلوم القرآن، جلالین، جوھر القرآن، بیان لقرآن، تفسیر البحر المحیط، تفسیر عثمانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر خازن، تفسیر مظہری،، تفسیر روح المعانی، تفسیر در منثور،، تفسیر کبیر، تفسیر مدارک، وغیرہ بہت سی تفاسیر رہی ہے، ضرورت کے وقت تقریباً ہر تفسیر میں رجوع کرتا ہوں مگر تفسیر کرنے کے لیے سہل المآخذ میرے لئے بیان القرآن اور معارف القرآن رہے ہیں، بڑی تفصیل میں نے معارف القرآن سے لی ہے[4]۔"

اسرائیلیات کے حوالے سے ابن کثیرؒ کے ایک قول سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اس قسم کے اسرائیلیات کا نقل کرنا جائز تو ہے مگر اس میں کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ شرعی لحاظ سے حجت نہیں ۔ایسی روایتیں مفسروں میں اختلاف بھی ڈالتی ہیں[5]۔"

مذکورہ بالا اقتباسات کے تحقیقی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا شیخ محمد یعقوب شرودیؒ نے تفسیر لکھتے وقت جن قواعد و ضوابط کو سامنے رکھا تھا وہ یہ ہیں جو کہ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

1۔ مولانا یعقوب شرودیؒ نے "تفسیر کشف القرآن" مرتب کرتے وقت سب سے زیادہ انحصار حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ عثمانی کی تفسیر "معارف القرآن" پر کیا ہے۔

2۔ اس کے بعد، امام ابن کثیر کی تفسیر ابن کثیر، امام نسفیؒ کی مدارک التنزیل، اور تفسیر جلالین روح المعانی، تفسیر عثمانی، موضع القرآن، تفسیر معارف القرآن (مولانا محمد ادریس کاندہلویؒ) تفسیر بحر المحیط، تفسیر خازن،، تفسیر کبیر، تفسیر قرطبی، تفسیر مظہری، الدر المنثور، جواہر القرآن، کتاب التسہیل، تجرید البیان، تفسیر اضوٗ البیان اور تفسیر احمدیہ سے حسب ضرورت مدد لی گئی ہے۔

3۔ نقد روایات کے سلسلے میں آپ نے امام ابن کثیرؒ کی ثقاہت پر پورا پورا اعتماد کیا ہے۔ چنانچہ جہاں کسی روایت کو امام موصوف نے صحیح قرار دیا ہے تو آپ نے بھی زیادہ چھان بین کے بغیر فقط اس کی تصحیح پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ کہ آپ کے نزدیک اصل مقصود صحت روایت ہے۔

4۔ امام ابن کثیرؒ کی ثقاہت پر اعتماد کرتے ہوئے اگرچہ آپ نے بالعموم ان روایات کو اسناد کے بغیر نقل کیا ہے تاہم کچھ روایات کی اسناد بیان بھی کی گئی ہیں اور ایسا زیادہ تر ان روایات کے متعلق کیا گیا ہے جو صحاح ستہ نہیں ہیں۔ اور مسند امام احمد یا کسی اور کتب حدیث سے نقل کی گئی ہیں اور امام ابن کثیر نے بھی ان کے منفرد ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

5۔اسی طرح آپ نے جو روایات کسی خاص مقصد کے لئے تفسیر مدارک التنزیل اور سراج المنیر وغیرہ سے نقل کی ہیں اور تلاش سے بھی آپ کو ان کی تخریج میں کامیابی نہیں ہوئی ہے تو ایسی روایات کے آخر میں اس بات کی نشان دہی کی گئی ہے کہ مترجم کو ان روایات کا ماخذ نہیں مل سکا ہے۔

6۔اسرائیلی واقعات کے متعلق بھی امام ابن کثیر کی ثقاہت پر اعتماد کیا گیا ہے اور جن روایات کو امام موصوف نے وہی بتایا ہے تو اکثر انہیں ترک کیا گیا ہے۔صرف صحیح روایات پر اتفاق کیا گیا ہے۔

اسی طرح اس تفسیر کا "مقدمہ"(کشف القرآن)مرتب کرتے وقت آپ نے تقریباسارا انحصار مولانا محمد شفیع عثمانیؒ کی "تفسیر معارف القرآن" پر کیا ہے۔پھر اس مقدمہ میں علوم القرآن کی مناسبت سے جاانواع ترتیب دی گئی ہے وہ تقریباًسب کی سب "معارف القرآن" سے ماخوذ ہیں جنہیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے کے حوالے سے اس تفسیر کا جائزہ

1۔تفسیر بالماثور

> اس سے مراد وہ تفسیر ہے جو قرآن احادیث نبوی یا اقوال صحابہ و تابعین سے منقول ہو۔ان ماخذوں کے ساتھ تفسیر کرنا" تفسیر بالماثور" کہلاتا ہے۔ان کے علاوہ کسی تفسیر کو بالماثور نہیں کہ سکتے۔احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین سے منقول تفسیر کے بارے میں سندی حیثیت کو جاننا اور تحقیق کرنا انتہائی ضروری ہے۔اگر وہ صحیح سند سے ثابت ہو تو مقبول ہوگئی ورنہ نہیں[6]۔"

حقیقت یہ ہے کہ تفسیر بالماثور طرق تفسیر میں ایک ایسا طریقہ ہے جو تفسیر قرآن کی اصل بنیاد فراہم کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ ائمہ سلف اور مجتہدین نے اسے تفسیر کا ایک بہترین زریعہ قرار دیا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن

تفسیر قرآن کا پہلا مآخذ خود قرآن کریم ہے۔کیونکہ قرآن کریم میں ایک جگہ کسی چیز کا ذکر اختصار سے کیا جاتا ہے۔تو دوسری جگہ تفصیل سے۔ایک جگہ مطلق اور دوسری جگہ مقید۔اس لئے مفسر کیلئے ضروری ہے کہ ایسی آیات جہاں ایک ہی موضوع کے مطلق ہو جمع کرکے اور پھر ان کی تفسیر کریں۔

امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> "من أراد تفسير الكتاب العزيز، طلبه أولاً من القرآن ، فما أجمل منه في مكان فقد فسّر في مكان آخر ، وما اختصر في مكان فقد بسط في موضع آخر[7]۔"

> " تفسیر قرآن کا پہلا مآخذ خود قرآن کریم ہے۔یعنی اس کی آیات بعض اوقات ایک دوسرے کی تفسیر کردیتی ہے،ایک جگہ کوئی بات مبہم انداز میں کہی جاتی ہے اور دوسری جگہ اس ابہام کو رفع کردیا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا شیخ شرودی مقدمہ " تفسیر کشف القرآن" میں فرماتے ہیں:

> "علم تفسیر کا سب سے پہلا سرچشمہ خود قرآن کریم ہے کئی دفعہ اس طرح ہوتا ہے۔کہ ایک آیت میں ایک مشکل بات پیش آتی ہے۔جو تشریح طلب ہوتی ہے۔خود قرآن کریم ایک دوسری آیت اس کی وضاحت کرتی نظر آتی ہے۔مثلاسورۃ فاتحہ میں صراط

الذین انعمت علیھم "کہا گیا ۔یعنی ان لوگوں کے راستے پر ہمیں ڈال جن پر آپکا فضل ہوا ہے، اب یہ بات واضح نہ ہو سکی کہ وہ کون لوگ ہیں لیکن خود قرآن کریم نے ایک اور جگہ ان کی نشاندہی اس طرح کی ہے" فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِم مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ [8]،"

مذکورہ بالا وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ تفسیر قرآن کا سب سے صحیح طریقہ یہ ہے قرآن کریم سے کی تفسیر خود قرآن سے کیجائے کیونکہ کی قرآن کریم میں ایک بات ایک جگہ مجمل ہے تو دوسری جگہ اس کی وضاحت کر دی گئی ہے اور ایک بات ایک جگہ مختصر ہے تو دوسری جگہ اس کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر کشف القرآن میں تفسیر قرآن بالقرآن کے منہج واسلوب اختیار کیا گیا ۔حضرت مولانا شیخ شرودیؒ نے بھی دیگر اکابر مفسرین ائمہ اسلف کی پیروی کرتے ہوئے اس منہج تفسیر کو بنیادی اہمیت دی ہے اور اکثر مقامات پر اس منہج کو اختیار کرتے ہوئے قرآن کریم کی تفسیر کی ہے ذیل میں "تفسیر کشف القرآن" سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں :

قال الله تعالی: "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[9]". اس آیت کی تفسیر میں حضرت شیخ القران مولانا محمد یعقوب شرودی فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں پر انعام فرمایا ہے ان کا ذکر اس آیت میں موجود ہے" مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا [10]" . یعنی انبیاء صدیقین وشہدا اور صالحین یہی بندے ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام وکرم فرمایا ہے اور یہ کیا خوب لوگ ہیں[11]۔"

قال الله تعال : " غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ [12]."

اس آیت کی تفسیر میں آپ لکھتے ہیں کہ:

مغضوب سے مراد وہ لوگ ہیں جو غلط راستے پر چلے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا غصہ قہر وغضب نازل ہوا، سکے مصداق نصاریٰ ہیں۔ پھر فرماتے ہیں ضالین سے مراد ایسے ہی لوگ مراد ہیں جس طرح اس آیت میں ہے" قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ [13]۔" پھر مغضوب علیھم، کی وضاحت کرتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تحقیقات کے باوجود کوئی شخص حق پر عمل نہیں کرتا اور باطل پر چل پڑتا ہے، اس قسم کے لوگ مغضوب علیھم ہوا کرتے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کو سخت غصہ آتا ہے اس لے کہ جاننے کے باوجود راہ راست پر نہیں چلتے یہ زیادہ ناراضی اور غضب کا سبب بنتا ہے، قوم یہود اسی کا مصداق ہے" مغضوب علیھم " کا لفظ عام ہے کافروں، نافرمانوں اور بدعتیوں سب کے لئے ہے[14]۔"

تفسیر القرآن بالحدیث والسیرۃ

قرآن پاک کی تفسیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی روشنی میں کرنا تفسیر القرآن بالحدیث والسیرۃ کہلاتا ہے، کیونکہ اللہ نے اپنے نبی کی یہ ذمہ داری بیان کی ہے وہ قرآن کی وضاحت بھی کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ [15]۔"

ترجمہ: اور آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن) اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو وضاحت سے بتادیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیتیں ہیں جن حضور ﷺ نے قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر فرمائی ہے۔

تفسیر قرآن کا داسرا ماخذ آنحرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں، قرآن کریم نے متعدد مقامات پر یہ واضح فرمایاہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیامیں مبعوث فرمانے کا مقصد یہی تھا کہ آپ ﷺ اپنے قول و فعل سے آیات قرآنی کی تفسیر فرمائیں۔اسی طرح تفسیر بالقرآن بالسنہ تفسیر قرآن کریم کا دوسرا اہم ماخذ ہے۔

ڈاکٹر ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ومن هنا فأنا مع القائلين بأن النبي صلى الله عليه وسلم بين كل ما كان يشكل فهمه على الصحابة في القرآن مما يتعلق بالدين والشريعة[16]"

حضرت مولانا محمد یعقوب شرودیؒ مقدمہ "تفسیر کشف القرآن " میں فرماتے ہیں:

"جناب نبی کریم کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے مبعوث ہی اس لئے کیاہے کہ قرآن کی صحیح تشریح واضح طور پر امت کے لئے کردیں ۔چنانچہ آپ نے اپنے قول و عمل دونوں کے ساتھ اس فرض کو اچھی طرح نبھایااور آپکے اسی قول اور عمل کا نام حدیث ہے۔ چونکہ آقا کی تمام زندگی در حقیقت قرآن کی عملی تفسیر ہے اس لئے قرآن کو سمجھنے کے لئے مسلمانوں نے سب سے زیادہ حدیث پر زور لگایا۔حدیثوں کی روشنی میں کتاب اللہ کے معنوں کو متعین کرتے گئے[17]۔"

تفسیر القرآن باالسنہ کی چند مثالیں تفسیر کشف القرآن سے پیش خدمت ہیں

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ[18]۔"

صاحب تفسیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"اس گواہی اور شاہدی سے فردافرداشاہدی مراد نہیں ہے بلکہ اجتماعی طور پر گواہی ہے، قیامت کے دن یہ امت بطور گواہ پیش ہوگی باقی امتوں پر اور پیغمبر خدا اس کی تصدیق کرینگے۔[19]۔"

"ما روى عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يدعى نوح يوم القيامة فيقول لبيك وسعديك يا رب فيقول هل بلغت ؟ فيقول نعم فيقال لأمته هل بلغكم ؟ فيقولون ما أتانا من نذير فيقول من يشهد لك ؟ فيقول محمد وأمته فيشهدون أنه قد بلغ { ويكون الرسول عليكم شهيدا) . فذلك قوله جل ذكره (وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا) والوسط العدل فتشهدون له بِالْبَلاغِ ثم اشهد لكم)[20]۔"

قال اللہ تعالی:" فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ[21] ۔"

فاعتزلوا النساءَ کیامراد ہے؟ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا محمد شرودیؒ فرماتے ہیں :

اعتزال اور گوشہ نشینی سے مراد "بلاجماع امت" ترک جماع ہے یہ نہیں کہ کھانے پینے اور آرام کرنے کی جگہوں میں ان سے علٰحدہ رہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ آقا اعتکاف کی حالت میں سر مبارک باہر نکالتے تھے۔اور میں حالت حیض میں اسے درست کرتی تھی، اور ان سے ہی ایک اور روایت ہے کہ میں حالت حیض میں ایک برتن سے پانی پی کر اسے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرتی اور آقا اسی جگہ سے پانی نوش فرماتے جہاں میرا منہ لگاہوا تھا[22]۔"

تفسیر القرآن باقوال صحابہ وتابعین

مولانا شیخ شرودیؒ نے بھی مقدمہ تفسیر کشف القرآن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تفسیری روایات کے ان جملہ کے حوالے سے خوب تفصیل سے بحث کی ہے چناچہ فرماتے ہیں کہ:

"صحابہ کرام نے چونکہ براہ راست قرآن کریم کی تعلیم پیغمبر خدا سے حاصل کی تھی، نزول کے وقت اس پورے ماحول و منظر کو اپنے آنکھوں سے دیکھا تھا، اس لئے قدرتی طور پر قرآن کریم کے تفسیر میں جتنی مستند اور قابل اعتماد ان حضرات کی بات ہو سکتی ہے۔ لہذا بعد میں آنے والے لوگوں کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر میں قرآن کریم اور حدیث خاموش ہوں ان کی تفسیر میں سب سے زیادہ اہمیت اقوال صحابہ کو حاصل ہے چنانچہ اگر کسی آیت کی تفسیر پر متفق ہوں تو حضرات مفسرین اسی کو لیتے ہیں اور اس کے خلاف کوئی بھی تفسیر کرنا سرے سے جائز نہیں ہے ہاں اگر کسی آیت کی تفسیر میں صحابہ کرام کے اقوال مختلف ہوں تو بعد کے مفسرین کے لئے گنجائش ہوتی ہے دیگر دلائل کی روشنی میں دیکھیں گے کہ کونسی تفسیر راجح ہے اس سلسلہ میں اصول و ضوابط اصول فقہ اصول حدیث اصول تفسیر وہاں دیکھا جائیگا[23]۔"

ڈاکٹر ذہبیؒ کے مطابق:

"چونکہ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن ائمہ تفسیر نے اپنی کتب تفسیر کو منقولات تک محدود کیا ہے مثلا امام ابن جریر وغیرہ انھوں نے اپنی تفسیر میں صرف احادیث و اقوال صحابہ ہی کو شامل نہیں کیا بلکہ آثار تابعین کو بھی جگہ دی ہے، اس لیے تابعین کے اقوال کو تفسیر بالماثور میں شمار کرنا زیادہ قرین عقل و صواب ہے[24]۔"

حضرت مولانا شیخ شرودیؒ نے جن کا تعلق علماء کے اول الذکر گروہ سے ہے تفسیر ھذا میں صحابہ کرام کے اقوال اور تابعین کے آثار سے خصوصی استفادہ کیا ہے اس ضمن میں چند ایک مقامات کا تفصیلی جائزہ حسب ذیل ہے،

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ[25] ۔"

اس آیت کے تحت حضرت مولانا شیخ شرودیؒ فرماتے ہیں:

اے ایمان والو:۔ تمھارے ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ پورا کروں وعدوں کو اپنے وہ جو ایمان لانے کے ضمن میں احکام کے التزام کے بارے میں کے تھے، یعنی احکام شرعیہ جابجالاو پس ان کا براہ راست خدا سے تعلق ہو یا بندوں سے متعلق ہو یا آخرت سے، اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ ایمان حقیقت میں ایک معاہدہ ہے، قول و اقرار ہے خدا کے ساتھ کے۔ عقد سے کیا مراد ہے؟ باالعقود قید کی جمع ہے اور قاموس میں بھی العقد العھد کا معنی ہے وعدہ۔ یہ شریعت کے تمام احکام پر مشتمل ہے۔ اس کی وضاحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول بھی سے ملتی ہے آپ نے فرمایا:العقد العهد والعهد يشتمل جميع الأحكام الشرعية .[26]۔ "

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

" وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا[27]۔ "اس آیت میں قول حسن سے کیا مراد ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

"اس سے مراد نرم بات ہے۔ اور بعض مفسرین کے نزدیک یہ امر بالمعروف و نھی عن المنکر سے کنایہ ہے، یعنی اچھی بات یہ ہے حق کو نہ چھپائیں اور اسے خلق خدا تک پہنچائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعلی عنہ نے فرمایا المعنی" قولوا " لهم لا إله إلا الله ، ومروهم بها ۔سفیان الثوري رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:" مروهم بالمعروف وانهو عن المنكر[28]۔"

قال الله تعالى " وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ [29]۔"

اس آیت کے تحت آپ نے مختلف اقوال ذکر کے ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا یہ ادائیگی فرض کے بارے میں منقول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعلی عنہ نے کہا اسلام ہے۔ حضرت ابو العالیہ

فرماتے ہیں اس سے مراد ہجرت ہے، حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا اس سے مراد جہاد ہے، حضرت انس رضی اللہ تعلی عنہ فرماتے ہیں نماز کی تکبیر اولیٰ ہے خلاصہ سب کا یہی ہے کہ مغفرت سے مراد اسباب مغفرت ہے[30]۔"

تفسیر القرآن باقوال التابعین

تابعین سے مراد وہ حضرات ہیں جنھوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے علم حاصل کیا، اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے کہ تفسیر میں تابعین کے اقوال حجت ہیں یا نہیں؟ حافظ ابن کثیر نے اس سلسلے میں بہترین محاکمہ کیا ہے، ان کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ تابعی اگر کوئی تفسیر کسی صحابی سے نقل کر رہا ہوں تو اس کا حکم وہی ہے جو صحابہ کرام کی تفسیر کا ہے۔اور اگر خود اپنا قول بیان کریں تو یہ دیکھا جائے گا کہ دوسرے کسی تابعی کا قول اس کے خلاف ہے یا نہیں؟ اگر کوئی قول اس کے خلاف موجود ہو تو اس وقت تابعی کا قول حجت نہیں رہے گا بلکہ اس آیت کی تفسیر کے لئے قرآن کریم، لغت عرب، احادیث نبویہ آثار صحابہ اور دوسرے شرعی دلائل پر غور کر کے کوئی فیصلہ کیا جائے گا، اور اگر تابعین کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہو تو اس صورت میں بلاشبہ ان کی تفسیر حجت اور واجب الاتباع ہو گئی[31]۔"

تفسیر کشف القرآن میں دیگر مفسرین کی طرح اقوال تابعین کے کو بیان کیا ہے ذیل میں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

" إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا[32]۔"

اس آیت کی وضاحت میں آپ فرماتے ہیں:

"بیشک وہ جو کافر ہوئے بعد اپنے ایمان کے پھر زیادہ ہو گئے کفر میں قطعا قبول نہیں کی جائے گی ان کی توبہ اور یہی ہیں گمراہ۔ اس اآیت کی تفسیر میں حضرت شیخ نے مختلف کبار مفسرین کا حوالہ دیا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعلی عنہ فرماتے ہیں اس کے مصداق یہود ہیں، جنہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو نہیں مانا، کافر ہوئے اور انجیل کا انکار کیا۔"ثم ازدادو کفرا" کا مطلب یہ ہے کہ جب آنحرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا، قرآن کا انکار کیا تو ان کا کفر زیادہ ہوا۔ حضرت ابو عالیہ نے کہا کہ یہ آیت یہود نصاریٰ کے بارے میں ہے۔ کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے باوجود کافر ہوئے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ان کی کتابوں میں تھیں۔ حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں یہ آیت تمام کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے سب سے پہلے انھوں نے شرک کیا اس بعد اس کا اقرار کیا۔ ثم ازدادو کفرا کا مطلب ہے اپنے کفر پر موت تک جم گئے[33]۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ [34]۔"

صاحب تفسیر آیت بالا کی ضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" قرب کے ذریعے کو، وسیلہ کہتے ہیں، وسیلہ اللہ کی طرف قریب ہونے کے ذریعے کو کہتے ہیں جو رغبت اور محبت کے ساتھ آدمی کو اپنے معبود کے قریب کر دے۔ وسیلہ کی توضیح کے بعد صاحب تفسیر نے مختلف اقوال کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں کہ سلف

صالحینؒ صحابہ کرام و تابعین نے اس کی تفسیر اطاعت ایمان اور عمل صالح کیساتھ کی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حاکمؒ کی رویت یہی ہے ان جریرؒ نے اور حضرت حسن بصریؒ وغیرہ سب نے اسی کو نقل کیا ہے۔ تمام مفسرین نے کی عبارتیں تقریبا ایک جیسی ہیں اور سب نے اس سے مراد یہی لیا ہے۔ یعنی اللہ کے قریب کر دو خود کو اعمال صالحہ اور اطاعت پر پابندی کے ذریعے[35]۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:" يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ[36] "

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

" محو کہتے ہیں کاٹنا اور باقی رکھنا کسی چیز کا صاحب تفسیر نے یہاں پر مختلف اقوال ذکر کیے ہیں، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یمحو بالتوبة جمیع الذنوب ویثنت بدل ذالک حسنت. ویبدل اللہ سیآتھم حسنات کما قال تعالی : فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ[37]۔"

2۔ تفسیر بالرائے

اس سے مراد وہ تفسیر ہے جو مفسر اپنے اجتہاد سے کرے اور اس کی بنیاد کلام عرب، وجوہ دلالت اور جاہلی اشعار پر ہو، مفسر اسباب نزول، ناسخ و منسوخ اور اقسام قراءت سے بھی واقف ہو[38]۔"

لفظ الرائی کا اطلاق اعتقاد اجتہاد اور قیاس پر کیا جاتا ہے۔ اسی لئے قیاس کے قائلین کو اصحاب الرائی کہا جاتا ہے۔ بنابریں تفسیر بالرائی سے وہ تفسیر قرآن مراد ہے جو اجتہاد کی مدد کی جائے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے جب کہ عربوں کے اسلوب کلام عربی الفاظ اور ان کے وجوہ دلالت سے بخوبی آگاہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اشعار جاہلی اسباب نزول ناسخ و منسوخ اور ان امور سے نابلد نہ ہو جو مفسر کے لیے از بس ناگزیر ہیں[39]۔"

مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تفسیر بالرائی کو کچھ اصول و قواعد اور علوم و فنون کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے وہ علوم و فنون یہ ہے لغت۔ اشتقاق، نحو، قراءات، تاریخ و سیرت، حدیث، اصول فقہ، احکام کا علم، یعنی فقہ، علم الکلام وغیرہ جو فرد ان ضابطوں کو پورا کر کے تفسیر قرآن کرتا ہے تو ان کی تفسیر بالرائی المذموم کے زمرے میں نہیں آئے گی۔

مشکل لغات کا حل

عربی زبان ایک فصیح اللسان زبان ہے جس کی جوامع الکلم کی شکل میں فصاحت وبلاغت کی ان خوبیوں سے متصف ہے کہ یہ اعزاز دوسری کسی زبان کو حاصل نہیں کیونکہ آخری نبوی محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ اس زبان میں اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا جو قرآن کی شکل میں ہم تک پہنچی ہے اس کے بعد نبی آخر الزماں کے ارشادات بھی عربی زبان میں ہی ہیں. یہی دونوں دین اسلام کے ماخذ بھی ہیں۔

اس لے اس زبان کا صحیح فہم حاصل کرنے کے لے عربی لغت کا علم ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مجاہدؒ کے بقول:

"جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ لغت عرب میں مہارت کے بغیر قرآن کریم میں رائے زنی کرے[40]۔"

شیخ شرودیؒ قرآن فہمی کیلئے لغت عرب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے اس زبان پر مکمل عبور حاصل کرنا بھی ضروری ہے قرآن کریم کی کچھ آیتیں ایسی ہیں کہ ان کا کوئی خاص شان نزول نہیں یا کوئی فقہی کلامی مسئلہ اس کے پس منظر میں نہیں اس لئے کبھی کبھار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال اس بارے مین منقول نہیں ہوئے چناچہ ایسی تفسیر کا زریعہ صرف عربی لغت ہوتی ہے اور لغت ہی کی بنیاد پر اس کی تشریح کی جاسکتی ہے[41]۔"

چنانچہ تفسیر کشف القرآن میں بھی لغات پر خصوصی بحث کی گئی ہے اور قرآن کریم کے مشکل مقامات کو حل کرنے کوشش کی گئی ہے اور حدیث مبارکہ صحابہ و تابعین اور آئمہ لغت کے اقوال کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، تفسیر کشف القرآن سے چند ایک مقامات کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ:"وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا[42]۔"

حضرت مولانا شیخ شرودی فرماتے ہیں کہ:

وَأَسَرُّو ا اسما اضداد کے قبیل سے ہے اور اسی طرح ظاہر کرنے کے معنی بھی آتا ہے اور چھپانے کے معنی بھی آتا ہے۔ جیسا کہ فرزدق نے کہا ہے۔ " فلما رأى الحجاج جرد سيفه - أسر الحرودي الذي كان أضمرا ".

"وَأَسَرُّوا کی ترکیب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں الَّذِينَ ظَلَمُوا" محلاً مرفوع ہے اسروا کی ضمیر سے بدل ہے، یا خود اسروا، کا فاعل ہے۔ اسروا میں واو ضمیر فاعل کیلئے نہیں بلکہ محض علامت جمع ہے، جیسا کہ ایک لغت کے مطابق کہا جاتا ہے، اکلونی البراغيث ۔ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى خبر مقدم ہے اور اللذی مبتدا موخر ہے یا پھر مبتدا محذو ف ہے ۔ یعنی ھم اللذین[43]۔"

قال اللہ تعالیٰ:" حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ[44]۔"

حضرت شیخ شرودیؒ فرماتے ہیں کہ:

"مُبْلِسُونَ" مبلس کا معنی ہے ناامید ہے ہو جانا اس لے شیطان کا نام ابلیس ہے مفسرین نے اور بھی بہت سارے معنی بیان کے ہیں جو اس معنی کے قریب قریب ہیں، مگر سب ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں، مثلاً الحزن، والحسرۃ، الیأس وغیرہ[45]۔"

قال اللہ تعالیٰ:"يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ[46]۔"

حضرت مولانا شیخ شرودیؒ فرماتے ہیں۔

" بَنِي"کا معنی بیٹے" کے ہیں اور لغت میں مجازا پوتے، پڑپوتے، اور پوری نسل کو کہا جاتا ہے، جیسے بنی آدم وغیرہ[47]۔"

صرف و نحو کے مباحث

مفسر کے لئے علم الصرف و علم النحو میں مہارت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اعرابی حالت کی تبدیلی سے بھی معنی میں فرق آجاتا ہے۔ مشہور نحوی عالم ابو عبیدؒ حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

"کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص عربیت میں اس لئے مہارت حصل کرنا چاہتا ہے تا کہ وہ اچھی طرح بول سکے اور قراءت کو درس کر سکے تو اس کے بارے مین کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب دیا: عربیت سیکھنی چاہئے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی ایک آیت تلاوت کرتا ہے اور اس کو غلط معنی پہنا کر اپنی ہلاکت کا سامان بہم پہنچاتا ہے[48]۔"

حضرت مولانا شیخ شرودیؒ نے اپنی تفسیر میں حسب موقع صرفی ونحوی مسائل کی طرف بھی خصوصی توجہ دی ہے۔ اور اس ضمن میں اکابر آئمہ کرام کے اقوال سے استدلال کر کے متعلقہ آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:"وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَى رَبِّهِ ظَهِيرًا [49]"

صاحب تفسیر اس آیت کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"ظَهِيرًا بمعنی مظاہرے کے ہے مثلا "عوین" بمعنی معاون" اور فعیل کا وزن مفاعیل کے لے آتا ہے، مطلب یہ ہے کہ کافر اللہ کی دشمنی میں شیطان کی مدد کرتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی سے کنایہ ہے ابو مسلم کہتا ہے، ظہیر بمعنی ظہر کے ہے یعنی پس انداز ہونے والا، یعنی خدا کے ہاں کافروں کو پیچھے دھکیل دیا گیا اور ان کو زلیل کیا گیا[50]۔"

قال اللہ تعالیٰ:"أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ[51]۔"

حضرت مولانا محمد یعقوب شرودیؒ فرماتے ہیں کہ:

"حصوراً" یہ حصر سے ماخوذ ہے "فعول" کے وزن پر ہے بمعنی الفاعل والمفعول دونوں کے لے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ دونون مفسرین سے منقول ہیں۔ پہلا معنی زیادہ صحیح ہے[52]۔"

علم النحو

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ[53]۔"

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں آپ یوں رقمطراز ہیں:

"وَالْمُطَلَّقَاتُ" میں لام عہد کا ہے اس سے مراد طلاق یافتہ عورتیں ہیں جن کے اوصاف یہ ہیں، جن کے ساتھ خاوند نے خلوت صحیحہ کی ہو، اور آزاد ہو، لونڈی نہ ہو، اور وہ عورتیں جو ان اوصاف سے متصف نہیں ہیں تو ان کے لے دوسرے احکام ہیں[54]۔"

قال اللہ تعالیٰ:"لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا[55]۔"

اِلَّا" حروف استثناء میں سے ہے، مفسرین نے اس کے بارے میں دو اقوال ذکر کیے ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ "اِلَّا" استثناء منقطع ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بعض نے "اِلَّا" کو استثناء متصل مین شمار کیا ہے[56]۔"

علم القراءت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تلاوت میں آسانی پیدا کرنے کے لئے اس امت پر احسان کیا کہ قرآن مجید کے بعض الفاظ کو مختلف طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کے مختلف قبائل تھے۔ اگرچہ تمام قبائل کی زبان عربی تھی لیکن بعض الفاظ اور لہجوں میں بہت فرق تھا۔ بعض اوقات ایک قبیلے کا آدمی دوسرے قبیلے کے بعض الفاظ ادا نہ کر سکتا تھا، اس لئے قرآن مجید کی قراءت میں وسعت پیدا کر دی گئی[57]۔"

شیخ القرآن مولانا محمد یعقوب شر وڈیؒ نے اپنی تفسیر میں قراءت کے موضوع پر خصوصی توجہ دی ہے۔ چنانچہ اس تفسیر میں قرآنی آیتوں کی مختلف قراءتیں نقل کی گئی ہیں وہاں بعض اوقات اختلاف قرآت کی وجہ سے قرآنی آیات کے ترجمہ و تفسیر پڑنے والے اثرات پر بھی بحث کی گئی۔ چند ایک مقامات کا تفسیری جائزہ حسب ذیل ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: مَلِكِ يَوم الدّين 'مالك يوم الدين[58]۔"

اس آیت کے ضمن میں "ملک" کی مختلف قراءتوں کو بیان کرتے ہوئے صاحب تفسیر فرماتے ہیں کہ:

"بعض قراء حضرات نے "مَلِكِ يَوم الدّين" پڑھا ہے۔ دوسرے قراء نے " 'مالك يوم الدين" پڑھا ہے۔ یہ دونوں قرائتیں صحیح متواتر قراءت سبعہ میں سے ہیں۔ علامہ زمخشریؒ نے کہا کہ حرمین مکہ و مدینہ کے لوگ "مالک" پڑھتے ہیں۔ اور ابو بکر بن ابی داود نے امام زہریؒ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ وابو بکر و عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہ کی قرآءت "مَلِكِ يَوم الدّين"۔ ضحاکؒ نے ابن عباس سے روایت کی "مَلِكِ يَوم الدّين" کے یہ معنی ہیں کہ اس دن کسی شخص کو حکم کی قدرت نہ ہوگی جیسے دنیا میں بادشاہوں کو ہوتی ہے[59]۔"

قال اللہ تعالیٰ" مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[60]۔"

اس آیت کے ضمن میں " وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ "کی دو قراءتیں کو بیان کر کے آپ فرماتے ہیں کہ:

"وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ: کی دو قراءتیں ہیں ایک قراءت ہے "وَخَاتِمَ النَّبِيِّينَ:" تاء معجمة الفوقانية کے زیر کے ساتھ۔ خَاتِم کا معنی ہے سلسلہ انبیا کا ختم کرنے ولا یعنی آخری نبی ہے۔ مگر دوسری قراءت میں تاء کے زبر کے ساتھ ہے خاتم "کا معنی ہے "مہر" ہے یعنی اس کی آمد سے نبوت پر مہر لگی اور پیغمبری اس پر آکر ختم ہوگئی، خط کے لفافے پر مہر اس وقت لگتی ہے جب کتابت تکمیل کو پہنچ جاتی ہے ،تو اس طرح آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکت نبوت پر مہر ہے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری پر نبوت ختم ہوگئی، آئندہ کیلے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ بہر حال جو بھی قراءت لی جائے معنی یہی ہے آپ ﷺ کی آمد کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا[61]۔"

خلاصۃ البحث

ان تمام تر توجیہات کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تفسیر حضرت مولانا شیخ محمد یعقوب شر وڈیؒ نے قرآن پاک کی تفسیر کے لیے بنیادی طور پر تفسیر بالماثور کا منہج اختیار کیا ہے، اسی طرح سے آپ نے قرآن و سنت اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہ و تابعین کی روشنی میں قرآن پاک کی تفسیر کی ہے۔ شیخ شر وڈیؒ نے کشف القرآن کے مقدمہ میں مفسرین صحابہ کرام اور ائمہ سلف کی تفسیری روایات کے صحیح و سقیم طرق پر مفصل اور دلائل کے ساتھ لکھا ہے اور ان کے ضعیف طرق کی نشان دہی کی ہے۔ اسی طرح تفسیر کشف القرآن میں ان چند غیر ثقہ رواۃ کے مقابلے میں ثقہ رواۃ کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔۔ اسی طرح آپ نے قراءت کو بہت کم اپنی تفسیر میں جگہ دی ہے اور عربی لغات، صرف و نحو وغیرہ سے استدلال کرتے ہوئے قرآن کی تفسیر کی ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] شر وڈیؒ، مولانا محمد یعقوب، "مقدمہ کشف القرآن "کوئٹہ، سیلز اینڈ سروسز کبیر بلڈنگ جناح روڈ، 1999ء، 1988ء، جلد، 1ص 3

[2] شرودیؒ، مولانا محمد یعقوب "ثمینۃ الفتوٰی": شعبہ نشرواشاعت جامعہ رشدیہ سرکی روڈ کوئٹہ، 1988ء، جلد1، ص 4

[3] کشف القرآن جلد1، ص9

[4] ایضاً، جلد1، ص34

[5] ایضاً، جلد1، ص30

[6] ابونعمان، بشیر احمد، مولانا "اصول تفسیر سوالاً جواباً" غزنی اسٹریٹ، اردوبازار، لاہور، 1424ھ، ص121

[7] سیوطي، جلال الدین، علامہ "الإتقان في علوم القرآن" دار الغد الجدید، القاهرة، 1427ھ - 2006ء، جلد4، ص158،

[8] سورۃ النساء4: 69

[9] سورۃ الفاتحہ1:7

[10] سورۃ المایدہ5:77

[11] کشف القرآن جلد1، ص74

[12] سورۃ الفاتحہ1:7

[13] سورۃ المائدۃ5:77

[14] کشف القرآن، جلد1، ص368

[15] سورۃ النحل16:44

[16] الذہبی، الدکتور محمد "التفسیر والمفسرون" مصر، دارالکتب الحدیث شارع الجمہوریہ قاھرہ، 1424ھ، جلد1 ص40

[17] کشف القرآن، جلد1، ص31

[18] البقرۃ2:143

[19] کشف القرآن، جلد1، ص368

البخاري، محمد بن إسماعيل أبوعبدالله، "الجامع المسند الصحیح"، باب قولہ تعالیٰ وکذالک جعلناکم امۃ وسطا، الجزء6، رقم الحدیث4487، ص4487، دار طوق
[20] النجاۃ بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ

[21] سورۃ البقرۃ2:222

[22] کشف القرآن جلد1، ص540

[23] کشف القرآن، جلد1، ص32

[24] التفسیر والمفسرون" ص:156

[25] سورۃ المائدۃ5:1

[26] کشف القرآن، جلد2، ص204

[27] سورۃ البقرۃ2:83

[28] کشف القرآن، جلد1، ص243

[29] سورۃ آل عمران3:133

[30]کشف القرآن، جلد2، ص204

[31]عثمانی، مولانا، محمد، تقی، "علوم القرآن، مکتبہ دار العلوم کراچی، 1415ھ،5ء ص 341

[32]سورۃ آل عمران 90:3

[33]کشف القرآن، جلد2، ص127

[34]سورۃ المائدۃ 35:5

[35]کشف القرآن، جلد2، ص808

[36]سورۃ الرعد 39:13

[37]کشف القرآن، جلد3، ص123

[38]ص، 121 ایضاً، ص122 ,ابو نعمان، بشیر احمد، مولانا، اصول تفسیر سوالاً جواباً

[39]التفسیر والمفسرون، ص233

[40]حریری، غلام احمد، تاریخ التفسیر والمفسرون، ملک سنز پبلیشرز کارخانہ بازار فیصل آباد، 1999ء، ص243

[41]کشف القرآن جلد، جلد1، ص333

[42]سورۃ الأنبیاء 3:21

[43]کشف القرآن جلد، 5، ص122

[44]سورۃ الانعام 44:6

[45]کشف القرآن، جلد3، ص45

[46]سورۃ البقرۃ 47:2

[47]کشف القرآن، جلد1، ص49

[48]تاریخ التفسیر والمفسرون، ص243

[49]سورۃ الفرقان 55:25

[50]کشف القرآن، جلد5، ص410

[51]سورۃ آل عمران 39:3

[52]کشف القرآن، جلد5، ص410

[53]سورۃ البقرۃ 228:2

[54]کشف القرآن، جلد1، ص550

[55]سورۃ مریم 61:19

[56]کشف القرآن، جلد5، ص34

[57]اصول تفسیر سوالاً جواباً، ص159

[58]سورۃ الفاتحۃ 4:1

[59] کشف القرآن، جلد 1، ص59

[60] سورۃ الاحزاب 33:40

[61] کشف القرآن، جلد 6، ص262